مبصر: ڈاکٹر ابرار عبدالسلام

وضاحتی اُردو کتابیات (عمرانی علوم)، جلد اوّل و دوم (انور معظم، اشہر فرحان)

ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی: ۲۰۰۸ء

کسی بھی زبان کے جملہ امکانات، نقوش اور حقائق کی بازیافت کے لیے سب سے اہم کام اس زبان میں موجود تحریری مواد کی جمع آوری کا ہوتا ہے۔ دنیا کی تقریباً تمام زبانوں میں اس حوالے سے کام ہوتا رہا ہے۔ انگریزی زبان میں تو اس حوالے سے بہت وقیع کام سامنے آئے ہیں لیکن اُردو میں اس کے مقابلے میں بہت کم کام ہوئے۔ اُردو زبان میں اس حوالے سے دو طرح کے کام ملتے ہیں۔ ایک تو وہ فہرستیں ہیں جو مختلف سرکاری، نیم سرکاری اور نجی کتب خانوں میں موجود قلمی مسودات سے متعلق ہیں۔ ان کی سادہ اور توضیحی دونوں طرح کی فہرستیں شائع ہو چکی ہیں لیکن ان فہرستوں میں عربی، فارسی اور اُردو زبان کے مسودات کی فہرستوں کو علیحدہ علیحدہ نہیں بلکہ اکٹھا شائع کیا گیا ہے۔ دوسری وہ فہرستیں ہیں جو مطبوعات کے حوالے سے ترتیب دی گئی ہیں۔ اس میں بھی دونوں طرح کی فہرستیں شامل ہیں۔ پہلی قسم کی فہرستوں میں سادہ فہرستیں آتیں ہیں جس میں صرف کتاب، مصنف کا نام، سنہ اشاعت اور مطبع یا ناشر کا نام دے دیا جاتا ہے۔ دوسری قسم کی فہرستیں تفصیلی اور وضاحتی ہوتی ہیں۔ ان میں مذکورہ بالا مندرجات کے ساتھ ساتھ کتاب کا موضوع اور اس کے مشمولات کی تفصیل بھی درج ہوتی ہے۔ اس طرح کی فہرستوں کی تیاری سے تحقیق میں بڑی مدد ملتی ہے۔ یہ خالص تحقیق نہیں لیکن تحقیق کے لیے ایک اہم ذریعہ ثابت ہوتی ہیں۔ ان فہرستوں کے ذریعے تحقیق کرنے والے کی محنت، وقت اور پیسہ زیادہ خرچ ہونے سے بچ جاتا ہے اور ان کی مدد سے اعلیٰ معیار کی تحقیق سامنے لانے میں مدد ملتی ہے۔

اُردو میں فہرست سازی کا آغاز محمد سجاد بیگ مرزا دہلوی کی مرتبہ فہرست ''الفہرست'' سے ہوتا ہے۔ سجاد بیگ دہلوی نے یہ فہرست بیس برس کی محنت کے بعد مرتب کی تھی۔ یہ فہرست ۱۹۲۳ء میں نظام دکن پریس حیدر آباد دکن سے شائع ہوتی تھی۔ اسی عشرے میں تصدق صاحب نے کتب خانہ آصفیہ کی وضاحتی فہرست بھی مرتب کی تھی۔ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ نے بھی مطبوعہ کتابوں کی کچھ فہرستیں شائع کی تھیں۔ کتب خانہ سعیدیہ کی کتابیات کی وضاحتی فہرست بھی اسی دہائی میں شائع ہوئی تھی۔ ۱۹۵۹ء میں محمد اکبرالدین صدیقی نے تین جلدوں میں کتب خانہ ادارہ ادبیات اُردو کی مطبوعہ کتابوں کی فہرست مرتب کر کے شائع کروائی تھی۔ فاطمہ راجہ نے 'اُردو فکشن کی وضاحتی فہرست'

* اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اُردو، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج، کبیر والا

کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ۔ یہ ان کا ایم لٹ کا مقالہ تھا جو ۱۹۷۵ء میں انجمن ترقی اردو دہلی سے شائع ہوا۔ گوپی چند نارنگ اور مظفر حنفی نے سال بہ سال شائع ہونے والی مطبوعات کی وضاحتی فہرستیں بڑی محنت سے تیار کیں جو ترقی اردو بیورو دہلی سے شائع بھی ہوئیں۔

پاکستان میں بھی اسی نوعیت کے کئی کام ہوئے۔ سجاد بیگ دہلوی کی الفہرست کو دیکھتے ہوئے مولوی عبدالحق نے حکومت پاکستان کی وزارت تعلیم سے خصوصی امداد لے کر مفتی انتظام اللہ شہابی سے 'قاموس الکتب' کے نام سے مذہبیات کے موضوع پر ایک وضاحتی فہرست تیار کروائی تھی۔ مولوی عبدالحق کے انتقال کے بعد تاریخ سے متعلق اس کی دوسری جلد ۷۵۔۱۹۷۴ء میں انجمن ترقی اُردو ہی سے شائع ہوئی۔ دوسری جلد کی نظر ثانی ڈاکٹر ایوب قادری اور ڈاکٹر ابوسلمان شاہ جہان پوری نے کی۔ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد نے بھی اہل علم سے کئی موضوعات سے متعلق وضاحتی کتابیات مرتب کروا کر شائع کیں۔ ان فہرستوں میں کتابیات لغت اردو، اُردو اصطلاحات سازی، کتابیات اُردو املا اور دوسرے مسائل مرتبہ ابوسلمان شاہ جہان پوری، کتابیات قانون اُردو مرتبہ عطش درانی، کتابیات تراجم مرتبہ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، کتابیات اردو مطبوعات مرتبہ خالد اقبال یاسر، کتابیات تعلیم اُردو نسرین زہرا اور اُردو ادب میں سائنسی ادب کا اشاریہ مرتبہ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی شامل ہیں۔ اسی طرح سندھ میں اُردو مطبوعات مرتبین عبدالجمیل اور اسلام اختر، مکتبہ علوم شرقیہ اسلامیہ کالج پشاور کی فہرست مرتبہ عبدالرحیم، حیدرآباد کا علمی و ادبی ورثہ مرتبہ احمد اللہ المسدوسی قابل ذکر فہرستیں ہیں۔ 'اردو کتابوں کی ڈائریکٹری' کے نام سے ۵۴ پبلشروں کی شائع کردہ کتب کی ضخیم وضاحتی فہرست بھی ۱۹۶۸ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔

۲۰۰۸ء میں اسی طرح کی دو جلدوں میں ایک جامع اور ضخیم 'وضاحتی اردو کتابیات' (عمرانی علوم) انور معظم اور اشہر فرحان نے ہندوستان سے مرتب کی ہے۔ زیر نظر تبصرہ اسی فہرست سے متعلق ہے۔ یہ فہرست ۱۸+۱۲۲۳ صفحات اور ۱۹۲۵۴ اندراجات اور اخلاقیات، بشریات، تاریخ، تعلیم، ٹکنالوجی، جغرافیہ، سیاحت، سوانح، سیاسیات، شخصی حفظان صحت، علوم خانہ داری، عمرانیات، فنون اور مجسمہ سازی، قانون، کامرس، کتب خانہ داری، مضامین، معاشیات، منتظمانہ خدمات، نظم نسق عامہ اور نفسیات سے متعلق موضوعات پر مشتمل ہے۔ یہ فہرست ہندوستان کی چودہ بڑی لائبریریوں میں موجود کتابوں کی وضاحتی فہرست پر مشتمل ہے۔ ان کتابیات کا اندراج ڈیوی اعشاری نظام کے مطابق درجہ بندی کے تحت درج کیا گیا ہے۔ اس فہرست کی ایک خوبی یہ ہے کہ ہر اندراج کے آخر میں ان لائبریریوں کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے جہاں وہ کتاب موجود ہے۔ مقدمہ نگار نے اس فہرست کو عمرانی علوم پر پہلے اردو یونین کیٹلاگ کے حامل ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔ مرتبین نے یہ فہرست چار جلدوں میں مکمل کی ہے۔ پہلی دو

جلدیں اردو رسم الخط اور دوسری دو جلدیں رومن رسم الخط میں بنائی گئی ہیں۔ پہلی دو جلدوں میں جن کتابوں کی فہرست دی گئی ہے دوسری دو جلدوں میں انھی کتابوں کو اسی ترتیب سے رومن رسم الخط میں درج کیا گیا ہے تاکہ اردو رسم الخط سے ناواقف اور رومن رسم الخط سے واقف شخص اس فہرست سے استفادہ کر سکے۔

پہلی جلد میں ۵۶۱۰ اندراجات کے تحت کتابیات کا اندراج کیا گیا ہے۔ کتابیات کا اندراج بہ لحاظ نام مصنف اردو الف بائی ترتیب سے کیا گیا ہے اور ہر مضمون کے تحت کتابیات کا اندراج مذکورہ طریق کار کے تحت کیا گیا ہے۔ ہر اندراج کا ایک مخصوص شناختی کوڈ ہے اور اس سے متعلق کتابیات اسی شناختی کوڈ کے تحت درج کی گئی ہیں۔ اندراج کا طریق کار یہ رکھا گیا ہے۔

۱۔	شناختی کوڈ	۲۔	سلسلہ نمبر	۳۔	مصنف، مترجم، مؤلف وغیرہ
۴۔	عنوان کتاب	۵۔	مقام اشاعت	۶۔	سن اشاعت
۷۔	صفحات	۸۔	کتاب کے مندرجات		

۹۔ لائبریریوں کے نام (اختصارات میں) جہاں کتاب دستیاب ہوئی تھی۔

انور معظم کا تعلق حیدرآباد (ہندوستان) سے ہے۔ ان کا شعبہ اسلامیات ہے اور جامعہ عثمانیہ میں تدریسی فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ان کی تخصیص معروف اسلامی اسکالر جمال الدین افغانی ہے۔ اشہر فرحان ان کے صاحب زادے ہیں اور انھیں کمپیوٹر سوفٹ وئیر میں مہارت حاصل ہے۔ یہ فہرست ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئی۔ کتاب کی قیمت ۳۰۰۰ روپے (چار جلد) ہے اس فہرست کا انتساب انور معظم نے اپنی رفیقۂ حیات معروف فکشن رائٹر جیلانی بانو کے نام کیا ہے۔ فہرست کا پیش لفظ پروفیسر آندرے بیتے، صدر نشین انڈین کونسل آف سوشل سائنس ریسرچ نئی دہلی اور پروفیسر جیمس نائی ہبلو گرافر فار سدرن ایشیا، ڈائرکٹر ساؤتھ ایشیا لینگوئج اینڈ ایریا سنٹر یونیورسٹی آف شکاگو نے الگ الگ لکھا ہے۔ مقدمہ انور معظم نے لکھا ہے جس میں فہرست کی اہمیت، افادیت، تیاری کے مراحل اور تعاون کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا گیا ہے۔

فہرست کے آخر میں ۱۴۴ صفحات پر مشتمل اشاریہ بھی دیا گیا ہے۔ یہ اشاریہ مصنف اور موضوع دونوں لحاظ سے بنایا گیا ہے۔ اس اشاریے کی مدد سے کسی کتاب، مصنف یا موضوع سے متعلق اندراج کو بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے۔

یہ فہرست عمرانی علوم سے متعلق تحقیق کرنے والوں کے لیے ایک رہنما کے طور پر کام آسکتی ہے۔ یہ ایک مفید کام ہے جس کی مدد سے ہندوستان میں بالخصوص اور پاکستان میں بالعموم تحقیق کرنے والوں کے لیے ایک مفید

کام سامنے آیا ہے۔ انور معظم کا یہ کام قابلِ ستائش ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ ہندوستانی حکومت نہ صرف اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر اردو کی ترویج و اشاعت میں حصہ لیتی رہے گی۔ اس طرح کے کاموں کی تیاری اور اشاعت میں سرکاری سرپرستی سے ہندوستان میں اردو کے حوالے سے کرم کرنے والوں کو حوصلہ افزائی ملے اور اردو زبان کے حوالے سے تحقیق کا کام مزید آگے بڑھے گا۔ اس اہم اور ضخیم فہرست میں چند نقائص ایسے ہیں جن کو اگر دوسرے ایڈیشن میں دور کر لیا جائے تو یہ کام اپنی نوعیت کا منفرد کام بن جائے گا۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

۱۔ ایک ہی مصنف اور اس کی ایک ہی موضوع سے متعلق کتابیات کو ایک ہی مقام پر درج کیا جانا چاہیے۔

۲۔ ایک ہی کتاب کی وضاحت ایک ہی مقام پر کی جانی چاہیے۔

۳۔ وضاحت ایسی ہو جو کتاب کے موضوع اور مندرجات کا کلی اور جامع احاطہ کرتی ہو۔

۴۔ ایک ہی کتاب کو ایک ہی موضوع کے تحت درج کیا جانا چاہیے۔

۵۔ مصنّفین کے اندراجات کے لیے کوئی جامع طریق کار وضع ہونا چاہیے تاکہ ایک ہی کتاب کا مکرر اندراج نہ ہو۔

❋❋❋

مبصر: ڈاکٹر ابرار عبدالسلام

تحقیق و تدوین۔ مسائل اور مباحث (حنیف نقوی)

ناشر مصنف، وارانسی، انڈیا، ۲۰۱۰ء

ہماری دانش گاہوں میں معیاری ادبی تحقیق سے بے رغبتی تدوین متن اور تدریس تدوین متن سے بے اعتنائی کے سبب تحقیق و تدوین کی صورت حال روز بروز ابتر ہوتی جا رہی ہے۔ اس صورت حال کی نمود میں ایک طرف ہمارے اساتذہ اور طلبا کی سہل پسند طبیعت اور ترجیحات کا عمل دخل ہے تو دوسری طرف ملکی تعلیمی پالیسیوں میں آئے دن تبدیل ہوتی صورت حال کا۔ ہمارے ہاں پہلے سے دریافت شدہ حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کر دینے کا نام تحقیق اور کسی بھی متن کو غلط سلط چھاپ کر تدوین کا نام دے دینا معمول بن گیا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو تحقیقی و تدوینی اصول و طریقِ کار سے ناواقفیت اور تربیت کا فقدان ہے تو دوسری تساہل پسندی اور تن آسانی کی کمی بقول حنیف نقوی:

> ''ضرورت اس امر کی ہے کہ ثقہ اور فرض شناس اہل علم تدوینِ متن کے کام پر حسبِ توفیق خود بھی توجہ دیں اور دوسروں کو بھی اس کی اہمیت کا احساس دلائیں، ورنہ دقت طلب اور سنجیدہ علمی کاموں سے بے رغبتی اور سائنس کے مقابلے میں انسانی علوم کی ناقدری کا جو رجحان روز بروز عام

ہوتا جارہا ہے اس کی رفتار کا یہی عالم رہا تو وہ دن دور نہیں کہ قدیم سرمایہ ادب کا ایک بڑا حصہ اغلاط کی معجون مرکب بن کر ہمارے لیے یکسر نا قابل فہم ہو جائے گا۔" (تحقیق و تدوین ص ۱۵۱)

ایسی دگر گوں صورت حال میں بھی اعلیٰ اور معیاری تحقیق اور تدوین کی مثالیں خال خال نظر آ ہی جاتی ہیں۔ یہ کام بھی وہ افراد کر رہے ہیں۔ جو ستائش اور صلے کی پروا کیے بغیر بے نیازانہ اپنا کام کیے جا رہے ہیں۔ ایسے محققین کو انگلیوں پر گنا جا سکتا ہے۔ انھی محققین میں سے ایک نام ڈاکٹر سید حنیف احمد نقوی کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب کلاسیکی ادبی تحقیق پر استناد کا درجہ رکھتے ہیں۔ آپ بنارس ہندو یونیورسٹی وارانسی میں صدر شعبہ اردو بھی رہ چکے ہیں۔ اس جامعہ سے سبک دوش ہونے کے بعد آج کل اپنے ادھورے اور نامکمل کاموں کو پایہ تکمیل تک پہچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب چودہ سے زائد کتابوں کے مصنف و مرتب ہیں۔ غالبیات کی تحقیق میں انھیں تخصیصی امتیاز حاصل ہے۔ موجودہ عہد کی دنیائے اردو میں انھیں غالبیات کا سب سے زیادہ پڑھی لکھی شخصیت ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ ان کتابوں میں غالب احوال و آثار، غالب کی چند فارسی تصانیف، مآثر غالب، میر و مصحفی، رجب علی بیگ سرور۔ چند تحقیقی مباحث، رائے بنی نرائن دہلوی۔ سوانح اور ادبی خدمات، شعرائے اردو کے تذکرے وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ پچھلے سال ان کی تین کتابیں تذکرہ شعرائے سہسوان، حیات العلما اور تحقیق و تدوین۔ مسائل اور مباحث زیور طبع سے آراستہ ہوئیں۔

تحقیق و تدوین کے مسائل اور نظری مباحث سے متعلق انگریزی میں تو کثیر تعداد میں معیاری کتب موجود ہیں لیکن اردو میں ان حوالوں سے بہت کم کتابیں لکھی گئیں۔ ان کتابوں میں دو طرح کی کتابیں موجود ہیں۔ پہلی قسم کی کتابوں میں وہ کتابیں شامل ہیں جو تحقیق و تدوین پر منضبط کام کو پیش کرتی ہیں۔ ان میں ڈاکٹر خلیق انجم کی متنی تنقید، ڈاکٹر تنویر احمد علوی کی اصول تحقیق و ترتیب متن، ڈاکٹر گیان چند کی تحقیق کا فن، ڈاکٹر تبسم کاشمیری کی ادبی تحقیق کے اصول، اور ڈاکٹر نذیر احمد کی تصحیح و تحقیق متن قابل ذکر ہیں۔ دوسری قسم کی وہ کتابیں ہیں جو ایک ہی مصنف کے مختلف مقالات یا مختلف مصنّفین کے مختلف مقالات پر مشتمل ہیں۔ ایک ہی مصنف کے مختلف مقالات پر مشتمل کتابوں میں قاضی عبدالودود کی اُردو میں ادبی تحقیق کے بارے میں، رشید حسن خان کی ادبی تحقیق مسائل اور تجزیہ، ڈاکٹر معین الدین عقیل کی اردو تحقیق، صورت حال اور تقاضے اور ڈاکٹر حنیف احمد نقوی کی تحقیق و تدوین۔ مسائل اور مباحث اور مختلف مصنّفین کے مختلف مقالات پر مشتمل مرتبہ کتابوں میں اہم، سلطانہ بخش کی اُردو میں اصول تحقیق، عابد رضا بیدار کی تدوین متن کے مسائل، عبدالستار دلوی کی اردو میں ادبی اور لسانی تحقیق۔ اصول اور طریق کار، ڈاکٹر تنویر احمد علوی کی آزادی کے بعد دہلی میں اردو تحقیق اور رفاقت علی شاہد کی تحقیق شناسی شامل ہیں۔

زیر تبصرہ کتاب تحقیق و تدوین۔مسائل اور مباحث ،ڈاکٹر سید حنیف احمد نقوی صاحب کے چودہ مقالات پر مشتمل تصنیف ہے جس میں انھوں نے تحقیق، تدوین اور تحقیق و تدوین سے متعلق اپنے مقالات کو مرتب کیا ہے۔ان مقالات سے متعلق ان کا بیان ہے۔'یہ مضامین پہلے سے طے شدہ کسی منضبط اور با قاعدہ سلسلۂ تحریر کا نتیجہ نہیں بلکہ مختلف اوقات اور مختلف محرکات کے تحت لکھے گئے ہیں۔ان میں سے کچھ تحقیق سے تعلق رکھتے ہیں، کچھ تدوین سے اور کچھ دونوں سے (ص ۲۵) یہ تمام مقالات مطبوعہ ہیں اور ۱۹۷۵ء سے دسمبر ۲۰۰۸ء تک کے عرصہ میں ہندوستان کے مؤقر جرائد میں شائع ہو کر دادِ تحسین حاصل کر چکے ہیں۔پینتیس برسوں پر محیط لکھے گئے یہ مقالات نقوی صاحب کی دقت نظری اور وسعتِ مطالعہ کے مظہر ہیں۔کتاب میں شامل مقالات کی فہرست درج ذیل ہے۔

۱۔ مبادیات تحقیق ۲۔ معاصر شہادتیں اور استناد کا مسئلہ
۳۔ بنیادی نسخے کا انتخاب ۴۔ منشائے مصنف سے انحراف۔محرکات اور اسباب
۵۔ تاریخی مادے۔صحت متن اور استنباط نتائج
۶۔ دکنی متون اور قرات کے مسائل ۷۔ قدیم طرز املا اور تدوین متن کے مسائل
۸۔ ڈاکٹر گیان چند اور قاضی عبدالودود ۹۔ تاریخ نگاری کے اصول و آداب
۱۰۔ تدوینِ سحرالبیان ۱۱۔ ترقیمہ
۱۲۔ مہریں ۱۳۔ عرض دید ۱۴۔ جامعاتی تحقیق۔مراحل اور طریقِ کار

کتاب میں شامل تمام مقالات اپنی نوعیت کے حوالے سے اہم اور باریک تحقیق کی عمدہ مثالیں ہیں۔مقالات کا طریقۂ کار یہ رکھا گیا ہے کہ پہلے موضوع سے متعلق تحقیق اور وتدوین کے اصول، قواعد اور مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے پھر ان کے سمجھانے کے لیے مثالیں پیش کی گئیں ہیں۔ایک مسئلہ کو سمجھانے کے لیے کئی کئی مثالوں کا سہارا لیا گیا ہے۔مثالیں آسان اور سہل انداز میں پیش کی گئی ہیں تا کہ ادب کا نو آموز قاری بھی ان مسائل اور مباحث کو بآسانی سمجھ سکے۔ان مقالات سے تحقیق و تدوین کے دوران پیش آمدہ مسائل سمجھنے اور حل کرنے کے طریقِ کار سے بھی آ گاہی ملتی ہے۔

ہمارے ہاں تحقیق کے حوالے سے دو اصطلاحیں عام استعمال کی جا رہی ہیں۔ایک تعمیری تحقیق اور دوسری تخریبی تحقیق۔ان اصطلاحوں کا استعمال قاضی عبدالودود اور حافظ محمود شیرانی کے ان تحقیقی مقالات کے بعد شروع ہوا جن میں انھوں نے مسلمہ حقائق کو مستند شہادتوں اور دلائل کے ذریعے باطل کر دیا۔دونوں محققین کا خیال تھا کہ محقق کو جانبداری اور تعصب سے بالاتر ہو کر تحقیق کے ذریعے نتائج کو من وعن پیش کر دینا چاہیے خواہ اس سے کسی کی دلآزاری

ہو، ذاتی تعلقات پر زد پڑتی ہو یا کسی بھی متواتر اور مسلمہ حقیقت کا بطلان ہوتا ہو۔ڈاکٹر حنیف نقوی اسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں اسی وجہ سے انھی ایک وقت میں 'شہرت شکن' محقق بھی کہا جاتا تھا۔ان کا بیان ہے۔

''بعض حضرات جن مین کچھ نامور محققین بھی شامل ہیں۔تحقیق کو تعمیری اور تخریبی یا مثبت و منفی کے خانوں میں تقسیم کرنے لگے ہیں۔یہ تقسیم صرف نامناسب ہی نہیں غلط بھی ہے۔تحقیق نہ تعمیری ہوتی ہے نہ تخریبی، نہ منفی ہوتی ہے نہ مثبت، صرف تحقیق ہوتی ہے۔وہ حقائق کی دریافت سے سروکار رکھتی ہے۔اگر اس کے اس عمل سے کسی کلیے کی تکذیب یا کسی مسلمے کی تنقیص ہوتی ہے۔شخصیت کا کوئی بت ٹوٹتا ہے تو اسے تخریب کا نام دینا درست نہیں۔اُردو کے دو بڑے محقق پروفیسر محمود شیرانی اور قاضی عبدالودود اسی نام نہاد تخریبی تحقیق کی نمائندگی کرتے ہیں۔'' (تحقیق و تنقید ص ۱۳۔۱۲)

حقائق تک رسائی اور حقیقتوں کا سراغ معاصر شہادتوں اور مستند ذرائع سے لگایا جاسکتا ہے لیکن یہ ضروری بھی نہیں کہ ہر معاصر شہادت یا عینی گواہ کا بیان حقیقت پر مبنی ہو۔اسی حوالے سے ڈاکٹر صاحب کا بیان درج ذیل ہے:

''تحقیق معتبر شواہد کے بغیر کسی دعوے کو قبول کرنے کی اجازت نہیں دیتی اور معتبر شہادت کا مفہوم یہ کہ وہ ہم عصر یا قریب العہد دستاویز پر مبنی ہو لیکن احتیاط کا تقاضا یہ ہے اور یہ تقاضا دوسرے اصول وضواط پر مقدم ہے کہ معاصر شہادتوں کو بھی مناسب غور وفکر اور جرح و تعدیل کے بغیر قبول نہ کیا جائے کیوں کہ یہ ضروری نہیں کہ بیانِ واقعہ یا نقلِ روایت کے سلسلے میں راوی یا ناقل نے وہ تمام احتیاطیں ملحوظ رکھی ہوں جو تحقیق کے بنیادی لوازم کی حیثیت رکھتی ہیں۔'' (ایضاً ص ۲۷)

تدوین کا کام مشکل اور صبر آزما ہوتا ہے کسی متن کو مدون کرنا بظاہر آسان ہوتا ہے لیکن بسا اوقات تدوین کار کو کسی متن کو بامعنی اور منشائے مصنف کے مطابق پیش کرنا ایسے ہی ہوتا ہے جیسے کسی زبان سے محروم شخص کو قوت گویائی، کور چشم کو بینائی اور بہرے شخص کو سماعت عطا کرنا۔کلاسیکی متن کی تدوین میں ایک ایک لفظ کی حقیقت تک پہنچنا ہوتا ہے اور ایک ایک لفظ کی اصل حقیقت تک پہنچنے میں کتنے ہی ہفت خواں طے کرنا پڑتے ہیں اس کی مثالیں دیکھنا ہوں تو ڈاکٹر صاحب کی زیرِ تبصرہ کتاب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔متن کی حقیقت تک پہنچنے کے لیے جن مشکلات سے گزرنا پڑتا ہے اگر تدوین کار ان مشکلات کو عبور نہ کرے یا تن آسانی کا مظاہرہ کرے تو اس کی وجہ سے متن اپنی حقیقی معنویت سے دور چلا جائے گا۔اس حوالے سے ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے:

''جب کوئی متن منشائے مصنف کے مطابق نہیں رہتا بلکہ کسی دوسرے شخص کی ترجیحات کا تابع ہو کر یا کسی ناگزیر اتفاق کے تحت جزوی طور پر اپنی شکل بدل لیتا ہے تو اس سے اخذ کردہ نتائج اپنی تحقیقی اہمیت اور تنقیدی معنویت کھو بیٹھتے ہیں کیوں کہ کسی جملے یا عبارت میں ایک دو لفظوں کی کمی بیشی یا تقدیم و تاخیر جو بظاہر بہت اہم نہیں معلوم ہوتی، بعض اوقات مصنف کے مبلغ علم اس نقطۂ نظر یا

> اسلوبِ نگارش کے بارے میں پڑھنے والے کی رائے بدل دیتی ہے۔ 'ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد' کے بہ مصداق عبارت میں ہر جملے کا اور جملے میں ہر لفظ کا اپنا ایک مقام ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی جملے کے اپنی جگہ سے ہٹ جانے یا کسی لفظ کے اپنی نشست بدل لینے سے اس عبارت کے مفہوم میں جو تبدیلی واقع ہوتی ہے وہ بعض صورتوں میں منشائے مصنف سے مطابقت کی شرط کو پامال کرتی ہوئی اس سے انحراف یا اختلاف کی حد تک پہنچ جاتی ہے۔'' (ایضاً ص ۶۵)

ڈاکٹر صاحب نے اپنے تین مقالات 'منشائے مصنف سے انحراف۔ محرکات اور اسباب'، 'دکنی متون اور قرات کے مسائل' اور 'قدیم طرزِ املا اور تدوینِ متن کے مسائل' میں مذکورہ بالا انھی مسائل پر روشنی ڈالی ہے۔ بالخصوص دکنی متون کی قرات اور اس کی درست تعبیر و تفہیم کے بعد منشائے مصنف کے مطابق متن تیار کرنا کتنا مشکل ہوتا ہے اس کا اندازہ ڈاکٹر صاحب کے اس بیان سے لگایا جا سکتا ہے۔

> ''مصنف اور قاری کے درمیان زمانے کا فاصلہ جس قدر طویل تر ہوتا جاتا ہے۔ کسی تحریر کو حرف بہ حرف صحیح پڑھنے اور اس کے ایک ایک لفظ کی صحت شرح صدر کے ساتھ متعین کرنے کے امکانات تاریک تر ہوتے جاتے ہیں۔'' (ایضاً ص ۱۲۴)

قدیم ادب کی تاریخ لکھتے ہوئے یا لسانی مطالعہ کرتے ہوئے یا لفظوں کی ارتقائی صورت حال کو جاننے کے لیے درست متن کی ضرورت ناگزیر ہو جاتی ہے۔ اس کے بغیر متن کی درست تعبیر، تفہیم اور تشریح ممکن نہیں۔

ادب کی تاریخ لکھنے، کسی واقعہ یا صورت حال کی نوعیت جاننے کے لیے ایک معتبر ماخذ یا ذریعہء معلومات تاریخی قطعات بھی ہوتے ہیں۔ تاریخ گو شاعر کسی بھی واقعہ کے رونما ہونے کے بعد اس واقعہ کو تاریخی قطعات کی زینت بنا دیا کرتے تھے لہٰذا ان تاریخی قطعات کے ذریعے ہمیں بہت سے شعرا کی پیدائش و وفات، واقعات کی صحیح صورت حال یا ایسی معلومات حاصل ہوتی ہیں جن کے حصول کا کوئی اور ذریعہ ماسوائے قطعات تاریخ نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ ادب کی تدوین میں قطعات تاریخ سے غیر معمولی استفادہ کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر حنیف نقوی نے اپنے مقالے 'تاریخی مادے۔ صحت متن اور استنباطِ نتائج' میں تاریخی قطعات کی اہمیت، مادہء تاریخ کی صحتِ متن اور اس سے مطلوبہ سنہ حاصل کرنے کے حوالے سے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ اُردو تحقیق و تدوین پر جتنی بھی کتابیں لکھی گئیں یا مرتب ہوئیں، غالباً کسی کتاب میں بھی اتنی تفصیل، دقت نظری اور صراحت سے تاریخی مادوں اور تاریخی قطعات پر روشنی نہیں ڈالی گئی جتنی اس مقالے کو پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ اس مقالے میں انھوں نے ادبی تحقیق اور ادبی تاریخ نویسی میں قطعات تاریخ کی اہمیت اور ان سے حاصل ہونے والی معلومات کا احساس بھی دلایا ہے۔

ڈاکٹر حنیف نقوی کی یہ کتاب ادبی تحقیق و تدوین متن میں لکھی گئی کتابوں میں خاص امتیاز کی حامل ہے۔

اِس کتاب کے ذریعے تحقیق وتدوین کے حوالے سے اُن کا یہ معروضی نقطہ نظر سامنے آتا ہے کہ تحقیق ہو یا تنقید اِس کا تعمیر یا تخریب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ تحقیق، تحقیق ہوتی ہے اور تنقید، تنقید۔ محقق اور نقاد کا فرض یہ ہے کہ اُسے غیر جانبدار رہتے ہوئے چیزوں کو معروضی انداز میں دیکھے اور بعینہٖ پیش کردے۔ اِس کتاب میں حقائق کو پیش کرنے کے لیے یہی معروضی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ اِس طرح وہ متوازن محقق کے طور پر اُبھر کر سامنے آتے ہے۔ یہ کتاب نہ صرف اُردو تحقیق وتدوین متن کے سلسلے میں رہنمائی فراہم کرتی ہے بلکہ طالب علموں کی نصابی اور تحقیقی ضرورتوں کے لیے بھی ایک مفید اور کارآمد کتاب ہے۔ اس کتاب کی اشاعت پر ہم ڈاکٹر سیّد حنیف احمد نقوی صاحب کے شکرگزار ہیں کہ انھوں نے رسائل میں بکھرے ہوئے اپنے گراں قدر مقالات کو یکجا کر کے شائع کیا۔

❁❁❁